حضرت امام مہدی کے انصار

(اجنبیت کی نسل)

امت کی آخری نسل کی تربیت کیسے ہوگی؟

دین کی سربلندی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کا مقصد کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟



سید حسن التہامی حفظہ اللہ

اردو مفہوم:

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دین ابتدا میں اجنبی سمجھا جاتا تھا، اور عنقریب ایک بار پھر یہ اجنبیت کی حالت کی طرف لوٹ آئے گا۔ پس دین کی وجہ سے ایسے اجنبی سمجھے جانے والے لوگوں کے لئے خوشخبری ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ اجنبی لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جو لوگوں کے بگاڑ کی اصلاح کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یوں کہا گیا ہے: کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب عام لوگ بگڑ جائیں تو یہ تب بھی نیکی پر کاربند رہیں۔ اور ایک روایت میں ان کی یوں تعریف کی گئی کہ یہ اجنبی لوگ وہ ہیں جو مختلف قبائل سے نکل کر اکٹھے ہو گئے ہوں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

"اس امت کے آخری حصے کی اصلاح ممکن نہیں ہے مگر اسی طریقے پر جس طریقے پر امت کے پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی۔"

میرے اہلِ ایمان بھائیو اور ساتھیو!

جن مراحل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اجنبیت کے پہلے دور میں گزرے تھے ضروری ہے کہ اجنبیت کے آخری دور والے بھی انہی مراحل سے گزریں۔

چونکہ دونوں نسلوں کو پیش آنے والے حالات و واقعات ایک جیسے ہیں اسی وجہ سے اس مرحلے کے ساتھ تعامل کا طرز وہی ہو گا جو پہلی نسل (صحابہ کرام) میں جاری تھا۔ اور اجنبیت کا سامنا کرنے والی آخری نسل کی تربیت کا انداز بھی وہی ہو گا جو پہلی نسل کا تھا۔

اگر اس آخری دور میں کسی اور طریقے کو اختیار کیا گیا تو وہ ناکامی سے دوچار ہو سکتا ہے۔ اور فتح و نصرت کو مزید دور کر سکتا ہے، جس کی وجہ سے یہ پوری نسل بھٹک سکتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنتِ استبدال کا نشانہ بھی بن سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و إِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ

”اگر تم نے منہ موڑا تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے میں کسی دوسری قوم کو لے کر آئے گا، پھر وہ تمہاری جیسی نہیں ہوگی۔“

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز کس طرح لوگوں پر شفقت و مہربانی کے ساتھ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

”لوگو! تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دُھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔“

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار اٹھانے سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے بے چین تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کو اُس کی طرف دعوت دینے، اور سمجھانے کی فکر تھی۔ اس کے بعد داعیوں اور تبلیغ کرنے والوں کی ایک ایسی نسل تیار کی جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دیں، اور اس راستے کی مشقتوں کو برداشت کریں۔ ایک ایسی نسل کی تیاری جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کے سامنے راتوں کو کھڑے ہونے کی لذت پانے پر ہوئی ہو۔

اُس نسل کی ساری قربانیاں اور سرفروشی صرف اس مقصد کے لئے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔ اگرچہ اس راستے میں داعی کی جان ومال، گھر بار، کاروبار اور ملازمت کیوں نہ چلی جائے۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دعوت کا لائحہ عمل طے کرتے وقت تدریج کی سنت کا لحاظ رکھا جائے۔ بالخصوص اجنبیت کا سامنا کرنے والی اس آخری نسل میں جو حضرت امام مہدی کے انصار بننے والے ہیں، جس طرح اجنبیت کا سامنا کرنے والی پہلی نسل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تدریج کی اس سنت پر عمل کیا گیا۔ یہاں تک کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ، اور امام مہدی کی قیادت میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام تک پہنچ جائیں۔ جن کے بارے میں خود روایت میں مذکور ہے کہ

رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ أُسْدٌ بِالنَّهَارِ

”رات کو راہبوں کی طرح عبادت کرنے والے اور دن کو شیروں کی طرح لڑنے والے ہوں گے“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام بھی انہی صفات کے حاملین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے قیام اللیل کو بیان فرمایا ہے:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْمُ أَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ

”(اے پیغمبر) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو، اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے)“

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی مزید یہ صفت بھی بیان فرمائی؛ کہ یہ اپنے دشمن پر سخت اور آپس میں نرم ہیں۔ اور ان کی نماز وسجدوں کے اثرات ان پر ظاہر ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں۔ (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کی علامتیں سجدے کے اثر سے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔“

یہ صحابۂ کرام کی وہ نسل تھی جنہوں نے اجنبیت کا سامنا کیا، اور اسی طرح اِن کی تربیت ہوئی۔ اسی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خلافت عطا فرمائی۔

لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دین کی وجہ سے اجنبیت وناآشنائی کی شکار آخری نسل کہاں کھڑی ہے؟

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس نسل میں کچھ لوگوں نے اپنے نفس کی تربیت، دعوت فی سبیل اللہ سے پہلے جہاد پر کی ہے۔ یہ لوگ دین میں صرف تلوار ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، اور ان کی اکثریت شرعی و جہادی قواعد سے ناواقف ہے۔اور ان میں سے بہت ہی کم افراد قیام اللیل کا اہتمام کرتے ہیں۔!!!

یہ حضرات دعوت اور تبلیغ سے بھی ناواقف ہیں۔اس کی بجائے قتل اور ذبح کرنے کی دھمکیاں دینے اور بغاوت اور ایسے انتقام کو جانتے ہیں جو ہر قسم کی شفقت و رحمت سے یکسر خالی ہو۔ان میں سے اکثر کا مقصد شہادت ہوتا ہے۔ یہ مقصد ان کے سامنے نہیں ہوتا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو یا زمین میں خدائے واحد کے قانون کے مطابق فیصلے ہوں۔

ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جن کا مقصود غنیمت ہے،اور اسی لئے لوگوں کی جان نکالتے ہیں، یاڈاکہ ڈالتے ہیں کہ کوئی گاڑی ہاتھ آجائے یا اسلحہ مل جائے، یادنیا کا کوئی ٹکڑا مل جائے۔

اس کا نتیجہ مسلمانوں کی صفوں میں تقسیم،اختلافات کی کثرت، فرقہ بندیوں اور ایک دوسرے پر جاسوس یا ایجنٹ کے الزامات کی صورت میں نکلا ہے یا قتل و قتال تک کی بھی نوبت آچکی ہے۔

وآخرون لاتعلمونهم الله يعلمهم

کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ تعالیٰ اُنہیں جانتا ہے۔

انہوں نے سازشیں کیں اور خود بھی سازشوں کا شکار ہوئے۔بسا اوقات ان کا مقصد سچے مجاہدین کا قتل ہوتا ہے جس کے لئے یہ سم کارڈ چھپادیتے ہیں تاکہ جہازوں یاڈرون کے ذریعے انہیں مارا جائے۔ان سب کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تربیت نہیں ہوئی ہوتی ہے، نہ ان کا تزکیہ ہو چکا ہوتا ہے۔نہ ہی ایک سچی نسل کی تیاری کے لئے ان پر محنت کی گئی ہوتی ہے۔اور نہ انہیں تدریج کی سنت پر صبر واستقامت آتی ہے۔

دوسری طرف دعوت و تبلیغ سے تعلق رکھنے والے کچھ احباب ایسے ہیں جنہوں نے امت پر ساری شفقت و مہربانی دعوت و تبلیغ میں منحصر کر رکھی ہے۔ان کا مقصد سہ روزہ، چالیس یوم، چار ماہ اور سال کے لئے خروج فی سبیل اللہ کے لئے جانا ہے، کہ اس کے نتیجے میں لوگوں کو ہدایت مل جائے گی۔ یہ امت کی اس

آخری نسل کی تربیت دعوت، صبر، دنیا سے بے رغبتی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق، دنیوی اسباب کی بجائے یقینی اسباب اختیار کرنے کی ترغیب اور آیاتِ جہاد فی سبیل اللہ کو خروج فی سبیل اللہ کے لئے استعمال کرنے کے ذریعے کرنا چاہتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان کا کوئی واضح نظریہ موجود نہیں ہے۔ ان کے لئے مکی دور کے مرحلے سے مدنی مرحلے کی طرف اور دعوتی جدوجہد سے جہادی رُخ کی طرف پلٹنا ناممکن ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کے پاس اگلے مرحلے کے لئے منصوبہ بندی کا فقدان ہو چکا ہے۔ اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام تک پہنچنے کے لئے تدریج کا طریقہ بھی ناپید ہو چکا ہے۔ لہذا یہ حضرات اب ہمیشہ کے لئے مکی مرحلے کے ہو کر رہ گئے ہیں۔ جیسا کہ عربی مثل ہے؛

فَلا نَاقَةً أَرَاحُوْا وَلا سَيْرًا قَطَعُوْا

"اونٹنی بھی تھکا دی اور مسافت بھی قطع نہیں ہوئی۔"

اس لئے غربت و اجنبیت کا سامنا کرنے والی اس آخری نسل کے لئے بھی اسی طرح ایک واضح نظریہ رکھنا ضروری ہے جس طرح اس امت کی پہلی نسل کے پاس تھا۔ کہ مکی مرحلے سے مدنی مرحلے تک کیسے وہ منتقل ہوئے، اور دعوت سے جہاد کی طرف وہ کس طرح پلٹے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طے کردہ طریق کار کی موافقت ہو جائے۔

جو حضرات اس طریق کار کو ہمیشہ کے لئے اختیار کئے ہوئے ہیں اور اُن کے سامنے مکی مرحلے سے مدنی مرحلے کی طرف انتقال کا کوئی سوچا سمجھا منصوبہ موجود نہیں ہے، نہ ہی دین کے دفاع کے لئے اسلحہ اٹھانا اُن کے مقاصد میں شامل ہے، نہ ایک عظیم اسلامی ریاست کا قیام اور خلافت علی منہاج النبوۃ کو دوبارہ قائم کرنا اُن کا ہدف ہے، تو یہ ہمیں ایک ایسی غلطی میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم کولہو کے بیل بن جائیں گے۔

اس لئے حضرت امام مہدی کے انصار کے لئے ضروری ہے کہ اس امت کی پہلی نسل یعنی صحابہ کرام کے طے کردہ مراحل پر چلیں۔

ہمیں دعوت و تبلیغ کی بھی ضرورت ہے، اور ہمیں تعلیم کی بھی ضرورت ہے۔ ہم اس کے بھی محتاج ہیں کہ اس نسل کی تربیت قیام اللیل پر کی جائے، دنیوی اسباب کے ترک اور یقینی اسباب اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اور یہ نسل نبوی آداب اور بلند اخلاق سے مزیّن ہو، ان کی محبت خالص اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو۔ ان کی فکر تمام انسانیت کی ہدایت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پیغام کو پھیلانا، اور اُس شخصیت کے جھنڈے تلے امت مسلمہ کو متحد کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے ہمارے لئے چن لیا ہے اور وہ امام مہدی ہیں۔

ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم تکوینی اور تشریعی تقدیر کے موافق چلتے ہوئے اُن کو ظاہر کرنے کے لئے جدوجہد کریں، اور حجر اسود و مقامِ ابراہیم کے درمیان اُن کی بیعت کریں۔ اس کے لئے ہمیں نفسیاتی تیاری، جسمانی مشق اور عسکری و لاجسٹک تیاری بھی کرنی چاہیئے۔ تاکہ اُن کی بیعت کریں اور اُن کے جھنڈے تلے جہاد کرسکیں۔

رہ گئے وہ لوگ جو اس قسم کی باتیں بناتے ہیں کہ امام مہدی کے ظہور کا یہ معاملہ ہمارے نہیں بلکہ خدائی اختیار میں داخل ہے۔ اور یہ تقدیر کا طے شدہ فیصلہ ہے (کہ جب اللہ چاہے گا تو انہیں ظاہر کردے گا) اس کے لئے اسباب اختیار کرنے یا دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی کسی تیاری یا ترتیب کی حاجت ہے۔ اور نہ ایک نسل کی تربیت لازم ہے، ساتت علمائے کرام کی بیعت کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے تو جان لیجئے کہ یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کی سنت وعادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت شدہ امور کے خلاف ہیں۔

نیز شریعت کے دائرے میں اسباب پر عمل کرنے کے بھی خلاف ہیں۔ بلکہ یہ تو ایک نئے انداز میں فرقہ قدریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔

اس وجہ سے الحمدللہ حركة أنصار المهدي حضرت امام مہدی کو ظاہر کرنے کے حوالے سے درست نظریۓ کو لے کر قائم ہوئی ہے، اُن احادیث کی روشنی میں جن میں امام کے ظہور کے لئے ایک تحریک کی طرف اشارہ ہوتا ہے، حرکت نے اس نظریۓ کو ایک عملی شکل دی ہے جس پر ہم چل رہے ہیں اور اس کی جانب دعوت دے رہے ہیں۔

اور حرکت غربت کا سامنا کرنے والی اس امت کی آخری نسل کی تربیت کر رہی ہے، یہ دعوت مکی مرحلے کے مطابق خروج فی سبیل اللہ کی بھی ہے، لوگوں کو دین کی دعوت بھی ہے، اور اس دعوت کی فکر لے کر شفقت و مہربانی کے ساتھ چلنا بھی مقصود ہے۔ نیز حق و باطل میں فرق بیان کرنے کے ذریعے، اور اس آخری نسل کو راتوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کرنے کی تعلیم کے ذریعے بھی۔

آنے والی مدنی دور کے لئے صفوں کی وحدت، منصوبہ بندی بھی مقصود ہے تاکہ امام مہدی کی قیادت میں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو اور مال و جان کے ذریعے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا ہو۔

یہ گمان بھی درست نہیں ہے کہ محض کسی دعوتی، جہادی، یا سیاسی عمل کے ذریعے کوئی شخص امام مہدی کے انصار میں سے بن سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم سنتے ہیں بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم اپنی محنت کر رہے ہیں، اور جب امام کا ظہور ہو جائے گا تو ہم سبھی آپ کے انصار میں سے ہوں گے۔

یا یوں کہتے ہیں کہ

امام مہدی ہم میں ہی ظاہر ہوں گے۔

یہ سب ایسی باتیں جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَبِهِ

"نہ تمہاری تمنائیں (جنت میں جانے کے لئے) کافی ہیں، نہ اہلِ کتاب کی آرزوئیں۔ جو بھی برا عمل کرے گا اس کی سزا پائے گا۔"

اس لئے جب تک ہم براہ راست اس کے لئے کام نہیں کریں گے تو ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔

امام مہدی کا ساتھ دینے کے لئے ضروری ہے کہ (اُن روایات واحادیث کی) تصدیق بھی ہو (جن میں امام مہدی کا تذکرہ ہے) امام کو ظاہر کرنے کے لئے براہ راست محنت بھی ہو۔ اور اس کے لئے امام مہدی کی صفاتِ زمانیہ، مکانیہ اور شخصیہ کی معرفت حاصل ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہو کہ ظہور کے وقت ہم سے کیا مطلوب ہے۔

اگر اس ترتیب سے کام نہ کیا جائے تو اس بات کا بہت امکان ہے کہ ہم ایسے داعیوں اور تبلیغ والوں کا سامنا کریں جو اپنی دعوت کے ذریعے امام مہدی کے ساتھ دشمنی کریں۔ کیونکہ وہ اُن کی ترتیب اور مشورے کے مطابق نہیں نکلے ہوں گے۔

یا ہمارا سامنے اس قسم کے جہادیوں سے ہو جو اسلحہ لے کر امام مہدی سے لڑیں گے، اور آپ کو قتل کرنے کے درپئے ہوں گے کیونکہ وہ لوگ امام سے ناواقف ہوں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہو گی کہ امام مہدی اُن کی تنظیم سے نہیں ہوں گے، یا اُن کے نظرئے کے مطابق نہیں ہوں گے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ہم ایسے طلبہ علم کو پائیں جو امام کے مخالف ہوں، اور منافقت سے کام لیں، آپ کے خلاف لوگوں کو ابھاریں، تحریرات لکھیں، اور مخالفت میں باقاعدہ مورچہ سنبھالیں، اس کی اصل وجہ یہی ہو گی کہ ایسے طلبہ نے اپنے علم کی بنیاد باطل قواعد اور فاسد اصول پر رکھی ہو گی۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اس طرح کے سیاستدانوں کا سامنا کریں جو امام کے خلاف منافقت کا سہارا لیں، آپ کے خلاف معاملات کی الٹ پھیر کرتے رہیں، کیونکہ امام اُن کی جمہوری، وطنی سیاسی نظریات کے خلاف ہوں گے۔ امام ریاستوں کے طے کردہ حدود، اقوام متحدہ کے کفریہ قوانین کے خلاف ہوں گے۔

لہذا کسی داعی، مجاہد، طالب علم اور سیاستدان کو دھوکے میں نہیں پڑنا چاہئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت، ہدایت، اور رہنمائی کی دعا کرنی چاہئے۔

